وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور بدی سے منع کرے اور ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں

پارہ ۴ سورۃ آل عمران

نور نمبر ۱۶

ٹریکٹوں کا سلسلہ

سکھ دھرم اور اللہ اکبر

مصنفہ جناب سردار جیون سنگھ صاحب ہندو باغ

اظہار الحق۔ سوانحعمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ۔ سومنگلا۔ آریہ دھرم کا پول۔ آریہ دھرم کا فوٹو۔
قدیم ہندوستان کی روحانی تعلیم۔ گورو کی بانی۔ فتح مبین۔ ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب۔ ستیارتھ پرکاش وغیرہ
یہ کتب بھی دفتر نور قادیان ضلع قیمت فی عدد ۱ر گورداسپور سے مل سکتی ہیں۔

دس سے زیادہ خریدنے والوں سے خاص رعایت۔

مطبوعہ خواجہ پریس بٹالہ باہتمام احمد جودی پرنٹر محمد یوسف مینجر اخبار نور قادیان کے ہاں سے شائع ہوا +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سکھ دھرم اور اللہ اکبر

(از ندرت قلم جناب سردار جیون سنگھ صاحب ہندو باغ)

سکھوں کا نعرہ کیا ہے؟ جو بولے سو نہال ست سری اکال۔
اور مسلمانوں کا نعرہ کیا ہے؟ نعرۂ تکبیر ۔ اللہ اکبر ۔ اب ان کی دیکھا دیکھی اسی
وزن پر ہندو بھی اپنا ایک مشترکہ قومی نعرہ گھڑ رہے ہیں جو بندے ماترم کے
قریبی اشاعت میں یوں مرقوم تھا۔ (جسکا آخیری نصف حصّہ مجھے بھول گیا ہے)
جو بولے سو امر.......... (آگے کچھ اسی قسم کا قافیہ ملا دیا تھا)
قطع نظر ہندوؤں کے نوزائیدہ نعرہ قومی کے اوپر کے دونو نعرے آجکل ہندو
مسلمان سکھ اپنے پولیٹیکل و سیاسی جلسوں میں یک زبان ہو کر نہایت فخر سے گاتے
ہوئے آسمان کو گونجا دیتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ محض حب الوطنی اور یک جہتی
اور نئے جوش کے جذبہ کا اظہار ہے۔ اور مسلمان و سکھوں کے باہم اتفاق کا گونہ الارم
ہے جس صورت میں آجکل سکھ اللہ اکبر کا نعرہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر بلند
آواز سے لگاتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے ست سری اکال کا نعرہ لگوا کر خوش
ہوتے ہیں۔ تو میری حیرانی کی حد نہیں رہتی جس وقت میں کبھی کسی اخبار میں سکھوں
کی طرف سے اذان کی بندش کے متعلق شکایت دیکھتا ہوں۔ چنانچہ
"راجہ جنگ" میں "اذان کے ممانعت" کے عنوان سے روزانہ پیسہ اخبار میں
۱۳ جنوری سنہ ۲۳ء کے پرچہ میں ایک شکایتی نوٹ میں نے پڑھا ہے جس میں

مرقوم ہے۔ کہ مسلمان مالی حالت میں سکھوں سے کمزور ہیں۔ باوجودیکہ پانچ مساجد موجود ہیں مگر وہ اذان نہیں دے سکتے۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی سے بھی التماس کی گئی کہ اس سکھاشاہی کا خاتمہ کرے مگر ہنوز روز اول ہے"...... وغیرہ وغیرہ۔

اب مجھے سمجھ نہیں آتی۔ کہ وہی سکھ جب کسی جلسہ میں بیٹھے ہوں تب تو وہ نہایت شوق سے ہم آہنگی کے ساتھ اللہ اکبر بلاتامل کہتے ہیں لیکن جب وہی لفظ اللہ اکبر (جو اذان کا پہلا لفظ ہے) جس کے معنے ہیں اللہ سب سے بڑا ہے کوئی مؤذن کسی مسجد سے بلند آواز سے بولتا ہے جو خداوند کریم کی اپاسنا اور بھگتی کرنیکا ایک بلاوا ہے۔ تو اس صورت میں سکھ کیوں تلملا اُٹھتے ہیں؟ لطف یہ ہے کہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے بھی جو ایک ابرو کے اشارہ سے کسی گوردوارہ پر دھاوا بلا سکتی ہے اور سینکڑوں کا قبضہ کرنے پر قادر ہے اور ہزاروں کی تعداد میں زخمی اور بے ہوش کرا سکتی ہے۔ اور ہزارہا کو چپ چاپ جیل خانہ میں چلے جانے پر مجبور کر سکتی ہے۔ کیوں اس معاملہ میں چپ سادھ لی ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ اتفاق کی اشد ضرورت ہے۔ کمیٹی موصوف کیوں اس خفیف غلط فہمی کے رفع کرنے پر قادر نہیں ہو سکتی۔ اندریں حالات بے ساختہ یہ مصرع مُنہ سے نکلجاتا ہے ؎

گر ہمیں مکتب است ہمیں ملاں ✤ کار طفلاں تمام خواہد شد

میرا خیال یہ ہے کہ شاید پیسہ اخبار نے مبالغہ سے کام لیا ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ کمیٹی مذکور کے کان تک اسی قسم کی شکایت پہونچے اور وہ اسکو دوسرے کان سے نکالدے۔ اور سکھاشاہی کا مکروہ خطاب حاصل کر کے خاموش ہو رہے۔

کمیٹی موصوف کو مذہبی حوالے دیکر کچھ سمجھانا میرے لئے چھوٹا منہ بڑی بات والا مقولہ ہے۔ تاہم میں جمیع وسیع القلب اور انصاف پسند سکھ بھائیوں

کو مخاطب کرتا ہوا موّد با ... ہو نگا کہ جس گرو گرنتھ صاحب کو ہم دسوں پادشاہیوں کا سروپ مانتے ... ہوئے صبح و شام سجدہ کرتے ہیں اور اس کا پاٹھ کرنا ہمارا مذہبی فرض ... عدم ہے۔
اگر ... راسی ہیں خدا۔ اللہ۔ قادر۔ کریم۔ رحیم۔ رحمٰن۔ خالق۔ مولا۔ قرآن۔ ... پ وغیرہ اسلامی الفاظ نہایت شرح سے لکھے ہوئے ہوں۔ تو کیا اس کے معنے یہہ نہیں ہیں؟ کہ ان الفاظ کا سُننا۔ بولنا۔ جاپ کرنا دھرم ہے نہ کہ ان کی آواز سُنکر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لینا واجب ہے۔ (یہ سب کچھ ہندوں کی دیکھا دیکھی ہے۔ جیسا کہ میں پہلے کسی مضمون میں بتلا چکا ہوں کہ سکھوں کو ہندوؤں کے میل جول سے سخت نقصان پہونچا ہے خیر یہ جملہ معترضہ ہے)

معزز بھائی صاحبان! میں اپنے اس بیان کی تائید میں سری گورو گرنتھ صاحب جی سے ذیل کے حوالے آپ کے پیش کرتا ہوں۔ کرپا کر کے ساتھ ساتھ نوٹ کرتے جاویں اور جاکر سری گورو گرنتھ صاحب سے مقابلہ کر لیویں۔ میں صرف یہی الفاظ عربی کے بتلاؤں گا۔ سارے شبدوں کے معنے و تشریح کرنی میرا آج کا موضوع نہیں ہے۔ صرف اپنے ایمان دھرم گورو گرنتھ صاحب کے آئینہ سے الفاظ مرقومۃ الفوق کا دکھلانا مجھے مقصود ہے۔ سُنیئے:

(۱) صفحہ ۵۴۷ سطر ۸ آسا وی وار ۵

سو کرتا قادر کریم ✣ دے جیا رزق سنبھائی

یہ وہ بانی ہے جس کو علی الصباح (امرت ویلا) پڑھنے کا حکم ہے۔ گویا ہر ایک سکھ کو قادر۔ کریم کا روزانہ جاپ کرنیکا ارشاد ہے۔

(۲) اور آگے چلیں۔ صفحہ ۸۸۵ سطر ۸ رام کلی محلہ ۵

کوئی بولے رام رام کوئی خدا ✣ کوئی سیوے گسیا کوئی اللہ

کارن کرن کریم کرپا دھار رحیم ✣

اب غور فرمادیں خدا۔ اللہ۔ کریم۔ رحیم چاروں الفاظ اسی شبد میں موجود ہیں اب چند اوراق آگے الٹیں۔

(۳) صفحہ ۹۶ و ۹۷ سطر آخری رام کلی محلہ ۵

کارن کرن کریم سرب پرتپال رحیم + اللہ الکھ اپار خود خدا وڈ بیشمار
انمو بھگونت گوسائیں + خالق رورہیا سرب ٹھائیں

اب اس شبد میں بھی کریم۔ رحیم۔ اللہ۔ خدا۔ خالق نوٹ کریں۔ اسی صفحہ پر اور دیکھیں۔

(۴) مہروان مولا تو ایک + پیر پیکانبر شیخ
مہربان پیغمبر
دلا کا مالک کرے ہاک + قرآن کتیب تے پاک
آواز

اب ذرا مولا۔ قرآن پیغمبر کے الفاظ کو خاص طور پر نوٹ کریں اور قرآن کے ساتھ توصیفی لفظ پاک بنظر تعمق دیکھیں (رجا نجیں) اسی صفحہ پر تھوڑا آگے چلیں۔

(۵) کہو نانک گور کھوئے بھرم + ایکو اللہ پار برہم
اسمیں اللہ کا لفظ خاص توجہ کا محتاج ہے۔

(۶) اس سے آگے صفحہ ۹۰ رام کلی محلہ پہلا (یعنی سری گورو نانک دیوجی کی بانی ملاحظہ ہو)

کل پرواں کتیب قرآن + پوتھی پنڈت رہے پران
زمانہ مقبول
نانک ناؤ بھیا رحمن + کر کرتا تو ایکو جان
نام

اب اس شبد میں قطع نظر معنے و مطالب کے صرف لفظ قرآن اور رحمن کو ہی نوٹ کریں:

(۷) اب تھوڑے ورق اور اُلٹیئے۔ اور صفحہ ۹۰۴ سطر ۴ ملاحظہ کریں۔ محلہ ۵

پوڑی ۵

صحیح تیرا فرمان کتنے نہ پھیریئے ✤ کارن کرن کریم قدرت تیری ہے۔

اس پوڑی میں کریم کے لفظ پر توجہ دیں۔ اور بس۔

سردست انہی حوالہ جات پر اکتفا کر کے مختصر طور پر میں نے بتلا دیا ہے کہ یہ الفاظ جن کو ہمارے سچے بادشاہوں (گوروؤں) نے زبان مبارک سے فرمایا ہے جنکا جاپ کرنا ہمارے لئے فرض اوّل ہے۔ سری گورو گرنتھ صاحب میں کتنی دفعہ آئے ہیں۔

کیا؟ کوئی سکھ دربار صاحب کا پاٹھ کرتے وقت ان الفاظ کو عربی الفاظ سمجھ کر نظر انداز کر جاتا ہے؟

اس کا جواب سوائے دائیں بائیں سر ہلا دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ یعنے ہرگز نہیں ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ سری دربار صاحب میں جو کچھ درج ہے تا قیامت وُہی رہے گا۔ کوئی شخص کم وبیش کر کے پڑھنے یا ترمیم تنسیخ کا مستحق نہیں ہے۔ تو گویا تا ابد ان الفاظ کا جاپ خواہ ہندو ہو خواہ سکھ جب بھی کوئی دربار صاحب کا پاٹھ کریگا اس کو کرنا پڑے گا۔ میرا مدعا اس مختصر سے مضمون سے سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ غلط فہمی سے جو کشیدگی ہو گئی ہو بڑی حد تک اسکو رفع کرنیکی کوشش ہونی چاہیئے۔ اور بس۔

اس سلسلہ میں میں ایڈیٹر صاحب نور کی قابلیت اور محنت۔ دماغ سوزی۔ جگر کاوی کو جو کہ انہوں نے اذان کے گورمکھی ترجمہ میں دکھلائی۔ نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ انہوں نے اذان کا گورمکھی ترجمہ شائع کیا۔ کیوں؟

اس لئے کہ سکھ دیہات کے رہنے والے اردو فارسی اکثر کم جانتے ہیں۔ اسلئے وہ خود بخود اسے زبان گورمکھی میں پڑھ کر اذان کے متعلق نفرت کو دور کر دینگے۔

لیکن ان کی آرزو کہاں تک پوری ہوئی۔ ان کو وہ خود اچھا جانتے ہیں۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ ان کے ہم مذہبوں اور خاصکر احمدی جماعت نے اس کی اشاعت میں غیر معمولی

عدم توجہی لاپرواہی سے کام لیا ہے۔ ورنہ ذرا جا چنگ میں اذان کی شکایت کا موقعہ ہرگز ہرگز نہ ملتا۔

ہاں طرّہ یہ کہ ایڈیٹر صاحب تو اب قرآن شریف کا ترجمہ گورمکھی میں کر رہے ہیں۔ اس سے بھی ان کا مُدعا یہی ہے کہ سکھ دیکھ لیں کہ قرآن شریف میں ان کے برخلاف کیا کچھ لکھا۔ ایسا کرنے سے ان کی مُراد یہی ہے کہ جو نفرت کی خلیج وسیع فی مابین حائل ہے۔ اسپر ایک جہنمی کا مستحکم پُل باندھ دیا جاوے :۔

مگر افسوس کہ جب میں ان کی اپیل اس کارِ خیر کے انجام دہی کے بارہ میں پڑھتا ہوں اور ان کے ذاتی مکان کی فروختگی کا اشتہار دیکھتا ہوں تو اسوقت میرا دل بہت پسیجتا ہے۔ جس کو واہگرو ہی جانتا ہے۔ افسوس اندریں حالات میں تو یہی کہوں گا۔ ایڈیٹر صاحب مفت میں سردردی فرما رہے ہیں۔ جبکہ انکو اپنے احمدی بھائیوں پر جو کہ لاکھوں کی تعداد میں ہونگے۔ رتی بھر داد یا امداد کی توقع نہیں ہے تو کس برتے پر تتا پانی :۔

آخر پر میں اپنے جمیع سکھ بھائیوں کی خدمت میں مؤدبانہ بینتی کرونگا کہ اگر وہ اللہ کا لفظ اپنے دربار صاحب میں موجود پاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے اوپر واضح طور پر بتلایا ہے۔ تو پھر اکبر تو اس کی ایک صفت ہے۔ اس سے کیوں کتراتے اور ہراساں ہوتے ہیں۔ لفظ اکبر کے معنے بمب بازی نہیں ہیں بلکہ کال پورکھ کی صفت ہے۔ کہ وہ سب سے بڑا ہے :۔

موتیوں کا سُرمہ

شاہی حکیم حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ جو علم طب کے بادشاہ تھے یہ موتیوں کا سرمہ آپکا مجرب اور سفر و حضر میں اس سرمہ کا استعمال فرمایا کرتے تھے نہایت قیمتی اشیاء موتی و ممیری وغیرہ کا مرکب ہے ضعف بصر۔ خارش چشم خشک و تر پھولا گرے پانی بہنا سفیدی چشم دھند جالا پڑوال غرضیکہ آنکھ کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کے استعمال کی حاجت نہیں رہتی

۲ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی تولہ صرف ۲ علاوہ محصولڈاک یہ ایک تولہ [illegible] قادیان ضلع گورداسپور

سکھوں و آریوں میں تبلیغ کیلئے نہایت مفید کتابیں

(۱) باوا نانک کا مذہب:- نئی اور قطعی نادر کتاب ایڈیٹر نور کی تازہ تصنیف ہے۔ یہ کتاب کیا ہے دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اسکے قبل سکھ مذہب کے متعلق کوئی بھی جامع و نادر کتاب شائع نہیں ہوئی یہ قابل قدر تصنیف صدیوں کے بچھڑے ہوئے نانک پنتھیوں اور سکھ دوستوں کے تمام گلے دور کر کے گلے ملانیوالی ہے۔ اس کتاب پر ہندوستان کے ۲۵ اخبارات نے زبردست ریویو کئے ہیں۔ چھپائی اور لکھائی نہایت اعلیٰ۔ قیمت بلا جلد ۱۲ مجلد عہ

سوانحعمری بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ:- شروع سے آخر تک بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات اس کتاب میں نہایت وضاحت سے درج ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ راسخ الاعتقاد مسلمان ولی اللہ تھے۔ سکھ مذاہب سے واقفیت حاصل کرنیکے لئے اور سکھ صاحبان میں تبلیغ کیواسطے نہایت مفید ہے۔ قیمت مجلد عہ بلا جلد عہ

گوروکی بانی:- ایک ایم۔ اے۔ پروفیسر کے جواب میں کہ باوا صاحب ہندو مذہب سے دور اور اسلامی نور سے بھرپور۔ اس کی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے خاکسار ایڈیٹر نور کے حق میں گواہی دی۔ قیمت ۸

ست اپدیش:- ایڈیٹر خالصہ گزٹ کی تکذیب کا دندان شکن جواب۔ سکھوں میں تبلیغ کیلئے بے نظیر۔ قیمت عہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر:- اس کتاب میں بصراحت معتبر تاریخوں کی بنا پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ ہر آڑے وقت میں مسلمان سکھوں کی دل کھولکر مدد کرتے رہے:-

فتح مبین:- ایڈیٹر نور کا ایک مشہور آریہ پنڈت سے زبردست مباحثہ جسمیں آریہ پنڈت کو اپنے منہ سے اپنی شکست فاش کا اعتراف کرنا پڑا اور سکھ صاحبان نے بھی ہمارے حق میں گواہی دی۔ آریہ مذہب سے واقفیت حاصل کرنیکے لئے نہایت مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ ملنے کا پتہ:- **منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور**

ضمیمہ الحق دہلی

۲۷ فروری سنہ ۱۹۱۴ء

تکدر النجم

رسالہ النجم مطبوعہ نومبر سنہ ۱۳ کے مضمون لا نبی
بعدی کا مکمل جواب اور حدیث مذکورہ کے
صحیح معنوں کا اظہار

من جانب

منشی عمر الدین احمدی شملوی

فروری سنہ ۱۴

الحق پریس دہلی میں بحسن خوبی طبع ہو کر شائع ہوا

تعداد طبع ۵۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حدیث لانبی بعدی

اور

تکذیب النجم

رسالہ النجم لکھنؤ مجریہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ (نومبر ۱۹۱۳ء) مین مدیر النجم مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے ہمارے مضمون "حدیث لانبی بعدی کا صحیح مطلب" کا جواب لکھا ہے جسمین مولوی صاحب نے چند ایک اعتراض ایسے کئے ہین کہ جنکی بنا محض احمدیت سے دشمنی معلوم ہوتی ہے ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی صاحب علم ویسے اعتراضات کرے۔ مگر ممکن ہے کہ ہمارے مخالفجو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کی مثل پر پہلے ہی کاربند ہین وہ اسے وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہون اسلئے ہم ان اعتراضات کا جواب بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور طالبان صادق سے التجا ہے کہ وہ غور سے پڑھین اور جو امر حق ہو اُسے قبول کرلین کیونکہ

جب کھل گئی سچائی تب اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ہدی یہی ہے

مدیر النجم نے جسقدر اعتراض کئے ہین ان کا جواب دینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین نہایت اختصار سے اپنا منشا بیان کردوں جو یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور حدیث لانبی بعدی کا یہ منشا ہرگز

نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ بروزی کا دروازہ بند ہو گیا بلکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لئے آپ کے طفیل مقام نبوۃ باقی ہے اور یہ مقام نبوۃ تشریعی نبوۃ نہیں ہے جو نبوۃ بالاصالت کہلاتی ہے کیونکہ اس نبوۃ کا دروازہ خاتم النبیین کی سنگین دیوار سے بند ہو چکا ہے اور لانبی بعدی نے تاقیامت اسکے بند رہنے کا فیصلہ کر دیا - اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی نبوۃ ظل نبوۃ محمدیہ ہے نہ کہ کوئی الگ نبوۃ اسلئے ہم پر خاتم النبیین اور لانبی بعدی کا اعتراض کرنے والے حق بجانب نہیں ہیں اور اس امر کو واضح کرنے کے لئے ہم نے حدیث لیس بینی وبینہ نبیٌّ کے معنی بیان کئے تھے جو یہ ہیں کہ عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہما وسلم کے درمیان کوئی ایسا نبی نہیں آیا جو صاحب شریعت جدیدہ ہو ایسا نبی ہو سکتا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کا تابع ہو جیسے کہ وہ تین رسول تھے جنکا ذکر سورہ یسٰین میں آیا ہے اور طبرانی کی ایک حدیث کا بھی ذکر کیا تھا حنظلہ بن صفوان ایک نبی ہوئے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور خاتم النبیین صلعم سے پہلے اصحاب الرس کی طرف بھیجے گئے تھے اور ہیں نے یہ بتایا تھا کہ ان معنوں کو شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے بھی لکھا ہے اور ملاں علی قاری جیسے اعلیٰ پایہ کے محدث حنفی نے بھی تسلیم کیا ہے اور امام محمد طاہر صاحب سندھی جیسے جلیل القدر محدث نے بھی قبول کیا ہے - اور علمار خلف میں سے بھی سلسلہ کے اشد دشمن مولوی وحید الزمان نے بھی احتمالاً تسلیم کر لیا ہے یہ ہے خلاصہ مطلب ہمارے مضمون کا اس پر مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم تمہیداً فرماتے ہیں کہ :-

"مقام شکر ہے کہ مضمون ہذا میں حدیث لانبی بعدی کی صحت اور خاتم النبیین میں لفظ خاتم کے صحیح معنی تسلیم کر لئے گئے" (صہ ۱۱)

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب ہمارے امام پاک کے اصلی دعویٰ سے
بالکل ناواقف ہیں ورنہ وہ ایسا کبھی نہ لکھتے کیونکہ احمدیوں کا ہمیشہ یہی مذہب رہا
ہے۔ اور ہمنے پہلے مضمون میں کھولکر لکھدیا تھا کہ کبھی احمدیوں کی طرف سے
ختم نبوۃ کا انکار نہیں کیا گیا۔ ہاں علماء خلف کے معانی پر اعتراض رہا ہے اور
رہیگا۔ کیونکہ ایک مومن کبھی تسلیم نہیں کرسکتا کہ نبی اکرمؐ ان معنوں میں
خاتم نبوۃ ہیں کہ معاذ اللہ آپکے سبب فیضان الٰہی بند ہوگیا کہ آیندہ کوئی آپ
کا غلام نبی کا درجہ نہیں پاسکتا۔ صوفیاء کرام کی کتابوں کو دیکھو تو وہ موسیٰ و عیسیٰ
و ابراہیم ہوجانے کے مدعی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رح علیہ ایک جگہ
اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لی مع اللہ
وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل یعنی یہ کہ اللہ کے ساتھ میرا ایک
ایسا وقت ہے کہ جسمیں نہ کوئی ملائکہ مقربین سے یا انبیاء مرسلین سے اس
موقعہ کو پاسکتا ہے کیونکہ نبی اکرمؐ نے لاولی نہیں کہا اور کہتے کیونکر جبکہ انہوں نے
معراج میں بلال رضی اللہ عنہ کو وہاں پہلے دیکھا اس سے اولیاء امت کی عظمت کا
نہایت ہی کمال پایا جاتا ہے یعنی جہاں ملائکہ اور انبیاء مرسلین کا گذر نہیں وہاں
اولیاء کا گذر ہے اور خاص مرتبہ مہدی و مسیح علیہ السلام کے متعلق تو حضرت
مجدد صاحب نے صاف لکھدیا ہے کہ:۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت مہدی علیہ الرضوان
براہ اول (کہ عبارت از قرب نبوۃ است) واصل اند چنانچہ حضرت شیخین
رضی اللہ تعالیٰ عنہما براہ اول واصل گشتہ در ضمن آنسرور اند علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ
والسلام و آنجا شان خاص دارند علیٰ تفاوت درجاتہا۔
(مکتوبات امام ربانی جلد سوم مکتوب آخری)

یعنی حضرت عیسیٰ و مہدی قرب نبوۃ کو پائے ہوئے ہیں جیسے کہ حضرت صدیق اکبرؓ اور عمرؓ قرب نبوۃ پاکر ضمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہیں اور علیٰ فرق مراتب شان خاص رکھتے ہیں۔ اور ایک دوسری جگہ صاف لکھدیا ہے کہ شیخینؓ انبیا میں گنے گئے ہیں بسبب اپنی بزرگی اور کمال کے لہذا نتیجہ یہ صاف ہوگیا کہ جسطرح شیخینؓ انبیا میں گنے گئے ہیں بلکہ وہ نبی کریمؐ ہی کا ایک حصہ ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شان ہے کہ وہ بھی نبی کریم کے ضمن مین داخل ہے اسلئے حضرت مسیح موعود نے صاف خطبہ الہامیہ میں لکھدیا ہے کہ جس نے مجھ میں اور نبی اکرمؐ میں فرق کیا اس نے مجھے شناخت نہیں کیا۔

طوالت مضمون کے خوف سے میں یہاں اور حوالے درج نہیں کرتا ورنہ مکتوبات میں تو اس امت کی شان بلند کو اسطرح بیان فرمایا ہے کہ چونکہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ جامع جمیع کمالات ہیں اسلئے آپ کے کامل متبعین بھی ان کمالات سے حصہ پاتے ہیں یہانتک کہ سوائے منصب کے تابع اور متبوع میں کوئی فرق نہیں رہتا اور یہ ایسا اعلیٰ مقام ہے کہ انبیاء باوجود بالاصالت نبی ہونے کے اتباع نبوی کی آرزو کرتے ہیں کیونکہ بدون اتباع نبوی یہ مقام مل نہیں سکتا اور ہمارے خیال میں یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اس امت کی شان میں فرمایا ہے من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔

اس آیت میں مومنین کاملین کو چار گروہوں میں تقسیم کیا ہے اوّل نبیین دوم صدیقین سوم شہداء چہارم صالحین اور ان سب کو منعم علیہ فرمایا ہے

اور بالآخران کی اتباع کی طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا حسن اولئک رفیقاہ
یعنی یہ منعم علیہ لوگ نہایت اچھے رفیق ہیں - اور یہ سب بطفیل خاتم النبین ہے
کیونکہ من یطع اللہ ورسول کی شرط ساتھ ہے -

ممکن ہے کہ مولوی عبدالشکور صاحب کسی صرفی نحوی بحث میں پڑجائیں
اور مع الذین انعم اللہ علیہم کے معنی یہ بتائیں کہ منعم علیہ کے ساتھ ہوں گے
نہ کہ خود منعم علیہ اور آگے اسکی دلیل یہ بیان فرماویں کہ٭ ان اللہ مع الصابرین
اللہ صابروں کے ساتھ ہے اسیطرح مومن کامل منعم علیہ (انبیاء وصدیقین وغیرہم)
کے ساتھ ہے تو اسکے لئے اتنا کہہ دیتا ہوں کہ اگر معیت کے اسجگہ یہی معنی ہیں تو
پھر آیت زیر بحث کے یہ معنی ہوئے کہ مومن نہ صدیق ہیں نہ شہید نہ صالح صرف
ان کے ساتھ ہیں یا آخرت میں ساتھ ہونگے اور بس - مگر یہ کہنا خدا کے فضل کی
ہنسی اڑانا ہے - اور ان معنوں کو تو میرا یقین ہے کہ ہمارے مخالف لوگ بھی
تسلیم نہ کریں گے اور اگر صالحین - شہداء - اور صدیقین کے ساتھ معیت
کے معنی یہ ہیں کہ واقعی ہم خود وہی بن جائینگے تو پھر مع النبین کے معنی بھی
یہی ہوئے کہ ہم نبی بن سکتے ہیں مگر بالتبعیت نہ بالاصالت اور معیت کے یہ معنی
قرآن مجید کی متعدد آیات میں مذکور ہیں مثلاً فرمایا اللہ تعالے نے الا الذین
تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینہم اللہ (پارہ پانچواں آخری رکوع)
مذکورہ بالا حقیقت ختم نبوۃ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کا
اظہار ہوتا ہے اور اس حقیقت کو ہی احمدیوں نے ہمیشہ پیش کیا جسکو بجائے
سمجھکر مان لینے کے ہمارے مخالفوں مولویوں نے ہمیشہ یہ شور مچایا کہ احمدی

٭ مولوی صاحب قیاس مع الفارق کو تو جانتے ہی ہیں اس لئے مجھے یہ کہنے کی
ضرورت نہیں کہ یہ مثال بے محل ہے -

ختم نبوۃ کے منکر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مدیر النجم آج شکر کرتا ہے کہ احمدیوں نے ختم نبوۃ کو مان لیا اور ہم شکر کرتے ہیں کہ آج ہی مولوی صاحب کو صحیح علم ہو گیا جسے وہ مدتوں سے رد کرتے چلے آرہے تھے - اور اب میں مولوی صاحب کے اعتراضات کو یکے بعد دیگرے حل کرونگا و باللہ التوفیق -

اعتراض اول - مدار ان کے استدلال کا اصول شریعت سے بالکل باہر ہے اصول شریعت چار ہیں کتاب[۱] سنت[۲] اجماع[۳] قیاس[۴] ان چاروں اصول میں سے کسی اصل پر انکے استدلال کی بنا نہیں ہے شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کا قول یا ملا علی قاری کا قول یا کسی مفسر کا کوئی قول نہ کتاب اللہ ہے نہ حدیث نہ اجماع نہ قیاس لہذا اگر تسلیم کر لیا جائے کتسلیم المحالات کہ ان اقوال کا وہی مطلب ہے جو مضمون نگار صاحب بیان کرتے ہیں تو بھی ان کا مقصد ثابت نہیں ہو سکتا - النجم ص۱۱

جواب احمدی - اصول شریعت تو ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ صلہ لانبی بعدی کے معنی یہی ہیں کہ نبوۃ بالاصالت جیسی پہلے انبیا کی تھی ویسی آئندہ نہ ہوگی - اور ظلی یا بروزی نبوۃ باقی تا قیامت ہے - ہاں عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب محض دھوکہ دینے کے لئے صاف کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ لکھا ہے اصول شریعت سے باہر لکھا ہے -

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری جیسے اعلی پایہ کے محدثوں کا قول تو مولوی صاحب کے نزدیک قیاس کا درجہ بھی نہیں رکھتا کیونکہ میں نے ان کے اقوال کو پیش کیا جو انہوں نے احادیث نبویہ کے ماتحت بیان کئے ہیں - اور مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میری تحریر نہ کتاب و سنت کے ماتحت ہے نہ اجماع و قیاس کے ماتحت گویا ان بزرگوں کے اقوال قابل

اعتماد نہیں اور قیاس کے درجے سے بھی گرے ہوئے ہیں اسلئے مولوی صاحب مہربانی کر کے بتائیں قیاس کیا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی بتائیں کہ ان کے پاس کسی ایک امام یا محدث کا ایک بھی ایسا قول ہے کہ جسمیں ظلی یا بروزی نبوۃ کی نفی حدیث لانبی بعدی کی بنا پر کی گئی ہو۔ کیونکہ وہ احادیث جو انہوں نے پیش کی ہیں وہ ہماری تائید میں ہیں نہ مولوی صاحب کی تائید میں۔ اور مجھے یقین ہے کہ مولوی صاحب کسی امام یا محدث کا قول جو ملاں علی قاری کے بیان کئے ہوئے معنوں کی تردید میں ہو نہ پائینگے۔ ہاں ہم یہاں اس بزرگ محدث کی تائید میں ایک ولی کامل حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا ایک قول بھی درج کر دیتے ہیں۔ سنئے آپ فرماتے ہیں؟۔

ہیچ کمالے غیر از نبوۃ بالاصالت ختم نہ گردیدہ (مکتوب دوم۔ مقامات مظہری) یعنی نبوۃ اصالت کے سوائے کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔ گویا خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ بالاصالت نبوۃ کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ پس مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ غیر معصوم کے کلام سے کبھی حجت تمام نہیں ہو سکتی (ص ۱۶) مگر لطف یہ ہے کہ مولوی صاحب متقدمین آئمہ کے اقوال کو تو اسطرح رد کرتے ہیں مگر خود انکے مقابلے میں کوئی حقیقت بھی نہیں رکھتے۔ ان کے اقوال قال اللہ اور قال الرسول کے مطابق ہیں اور خود بھی ان کا اعلیٰ پایہ ہے پس ان کے اقوال کو رد کرنے کے لئے مدیر النجم کا قول کافی نہیں چاہئے کہ قرآن یا حدیث یا اقوال آئمہ ہم پایہ کے کلام سے رد کر کے دکھلائیں۔ مگر اسطرح تو آپ کو کہیں سے کچھ بھی نہیں ملتا اسلئے ان کے اقوال کو خلاف اجماع کہکر ٹال دیا۔ یہ تو سچ ہے کہ امت مرحومہ کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی تشریعی نہ ہوگا مگر یہ تو کبھی کسی زمانہ میں بھی اجماع نہیں ہوا کہ

بروزی نبوۃ کا بھی دروازہ بند ہو گیا بلکہ اسکے برخلاف ہر زمانہ میں ایسے لوگ موجود رہے جو بروزی نبوۃ کے خود مظہر تھے۔ ہاں یہ میں مانتا ہوں کہ آجکل کے علماء کا جنکی شان شر من تحت ادیم السماء بزبان نبوی آئی ہے اور جو مامور من اللہ کے مخالف ہیں وہ ایک حد تک یک زبان یہ کہہ رہے ہیں کہ بطفیل احمد بھی بروزی نبوۃ کا دروازہ بند ہے مگر یہ وہ شخص مان سکتا ہے جسے نہ علم ہو اور نہ عقل اور ساتھ ہی اسلام کا دشمن ہو کیونکہ نبی اکرم جنکی نبوۃ زندہ نبوۃ ہے ان کی موت تو یہی ہے کہ اس کا فیضان ختم ہو جاوے اور کاملین کے پیدا کرنے سے عاجز ہو جاوے۔ اور اگر اسپر بھی امت کا اجماع ہے تو ایسی امت مردہ ہے اور ان کا اجماع مردہ۔ اور پھر یہ اجماع قران وحدیث کے مقابلے پر کیا حیثیت رکھتا ہے (ذرا شیعوں کے اجماع کا بھی خیال رکھنا) اور پھر یہ بتاؤ کہ تمام مسلمان ہمیشہ اسی عقیدہ فاسد پر اتفاق کرتے چلے آئے۔ اور یقیناً یہ ثابت کرنا بھی محالات سے ہے

اعتراض دوم: حدیث فترت یعنی لیس بینی وبینہ نبی میں اور حدیث لانبی بعدی میں کئی فرق ہیں **اول**۔ کہ لانبی بعدی میں لای نفی جنس ہے جو اپنے مدخول کے تمام افراد کی نفی کر دیتا ہے اسی طرح آیت میں جمع محلی باللام ہے جو مفید استغراق ہوتی ہے یہ بات حدیث فترت میں نہیں ہے **دوم** حدیث فترت کے مفہوم ظاہری پر امت کا اجماع نہیں ہے بخلاف حدیث لانبی بعدی کے کہ اسکے مفہوم ظاہری پر امت مرحومہ کا اجماع ہے اور اجماع بھی ایسا کہ سوا مرزا صاحب کے آجتک کلمہ گویان اسلام میں سے ایک متنفس بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی مستقل یا غیر مستقل ہو سکتا ہے اس اجماع کی حکایت بھی

متواترات قطعیہ سے ہے۔

جواب احمدی :- لیس نبی و بینہ نبی۔ اور لا نبی بعدی میں فی الحقیقت کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ لیس اور لا دونوں ہم معنی ہیں اور لیس درحقیقت لا اور أیسَ سے بنایا گیا ہے لا کے معنی نہیں اور ایس کے معنی ہے البتہ لیس نفی مطلق کے لئے بھی آتا ہے اور نفی جنسی کے لئے بھی بلکہ نحو کی کتابوں مین لا کو مشبہ بلیس بھی بیان کیا گیا ہے لا بیع فیہ و لا خلة میں لا کو بمعنی لیس لیا ہے اور اسی طرح لا حول ولا قوۃ میں لا نفی جنس اور ولا بمعنی لیس بھی لکھا ہے گویا دونوں لفظ ہم معنی ہیں ہاں لیس چونکہ نفی مطلق کے لئے اکثر آتا ہے اسلئے نفی جنس سے سخت نفی ہے پس جب لیس بینی وبینہ نبیؑ کے معنی بھی یہ ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہے جو عیسیٰؑ یا محمدؐ جیسا ہو تو لا نبی لعدی کے معنی بھی بدرجہ اولی یہ ہو سکتے ہین کہ کوئی ایسا نبی نہیں جو تشریعی نبی ہو یہ مانا کہ لا نفی جنس ہے مگر کونسی جنس۔ جواب صاف یہ ہے کہ انبیا بالاصالت خود مولوی صاحب نے بنی اسرائیل کے انبیاء کے ذکر سے یہ نکالا ہے کہ آنحضرت کا منشا اسی قسم کے انبیا کی نفی ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کے نبی تھے چنانچہ آپکے اصل الفاظ یدیہ ناظرین ہیں۔

(۱) کانت اسرائیل غیر مستقل انبیا کی تھی نہ مستقل کی ذ ۲۲ عن سوال حضرت ہارون

تنبیہ :- مولوی صاحب انبیا بنی اسرائیل کو غیر مستقل نبی قرار دیتے ہیں لیکن یہ بات بالکل غلط ہے وہ سب تشریعی نبی تھے اور انکی نبوۃ براہ راست تھی تشریعی سے صاحب شریعت جدیدہ مراد نہیں ہے بلکہ تمام انبیا جو نبوۃ بالاصالت رکھتے ہیں خواہ انپر کوئی نئی کتاب اُتری ہو یا پہلی کتاب ہی انکے ذریعہ دوبارہ نازل ہوئی ہو جیسے کہ تورات

اب تو مولوی صاحب نے خود فیصلہ کر دیا کہ لانبی بعدی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کی نفی اپنے بعد کے لیئے فرمائی تھی کہ جس قسم کے انبیاء بنی اسرائیل میں بکثرت ہوا کرتے تھے ۔ کیا خدا تعالیٰ کی حکمت ہے ہم یہ معنی کریں تو غلط خلاف قرآن و سنت و اجماع اور قیاس اور خود مولوی صاحب وہی معنی کر رہے ہیں تو یہ سب درست ہیں ۔ کیوں مولوی صاحب خدا کے لیئے بتادو کہ یہ بھی کوئی ایمانداری ہے ۔ ہاں آپ نے انبیاء بنی اسرائیل کو غیر مستقل انبیاء لکھا ہے اسلیئے لانبی بعدی سے مراد لانبی غیر مستقل بعدی مراد لیا ہے اور ہم چونکہ ان انبیاء کو قرآن و حدیث کی بنا پر مستقل انبیاء ہی جانتے ہیں اسلیئے ہمنے لانبی بعدی کے معنی لانبی مستقل بعدی لیا ہے بہر حال اب لانبی بعدی کے معنوں میں لانفی جنس کی بجائے ایک خاص قسم کی نفی ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ جو تاویل آپنے کی ہے وہی ہمنے کی ہے البتہ اب اگر آپکے پاس کوئی برہان شرعی ہے کہ وہ نبی غیر مستقل تھے تو آپ سچے ورنہ انکے مستقل تشریعی نبی ہونے میں تو کسی کو اختلاف ہی نہیں ہے لہذا ہمارے معنی سچے اور آپ ہی کے قول کے مطابق حدیث نبوی سے ثابت ہیں اور اب جمع محلی باللام کی بحث بالکل فضول ہوگئی ۔ تاہم مولوی صاحب کی توجہ آیہ کریمہ ۔ یقتلون النبیین بغیر الحق کی طرف منعطف کراتا ہوں جو پہلے پارے میں ہی ہے یہاں وہی ال موجود ہے مگر یہاں بنی اسرائیل کے خاص انبیاء ہی کا ذکر ہے کیونکہ دوسری جگہ فریقاً کذبوا و فریقاً یقتلون صاف موجود ہے رہا آپکا یہ فرمانا کہ لانبی بعدی کے ظاہر مفہوم پر امت کا اجماع ہے اور لیس بینی و بینہ نبی کے معنوں پر اجماع نہیں ہے سو اسکا اول جواب تو یہ ہے کہ لانبی بعدی کے معنی جو آپنے بیان کیئے ہیں ان میں ہمارا آپکا اختلاف نہیں صرف آپکی اتنی غلطی ہے کہ آپ نبی سے نبی غیر مستقل مراد لیتے ہیں جو امت مرحومہ میں سے کسی کا عقیدہ نہیں ہے آپ جیسے علماء اس سے مستثنیٰ ہیں ۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ لانبی بعدی کے ظاہر معنوں پر بھی کوئی اجماع نہیں ہے بلکہ ملا علی قاری اور امام محمد طاہر سندھی اور حضرت مرزا مظہر جانجاناں اور کئی اور ایسے بزرگ اور حضرت عائشہ صدیقہ آپکے ظاہری معنوں سے مخالف ہیں بلکہ تمام امت

(آپ اور آپ جیسے سب مستثنیٰ) ظاہری معنوں کو چھوڑ کر مسیح موعود کے نبی ہونیکے قائل رہی ہے جو خاتم النبین کے بعد ہے ۔ اور لا نبی سے لا نبی جدید مراد لیتے رہے اور لیتے ہیں ۔ پہر ہمنے کیا بڑا کیا جو یہ کہا کہ کوئی نبی جدید نہیں ہوگا اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب کا نبوۃ جدیدہ کا دعوی ہے بلکہ وہ تو فرماتے ہین

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین دعا کرنیکے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف صرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کیلئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا مگر نہ اسلئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں بلکہ اسلئے کہ میں اُسکے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ **تمام نبوتیں** اس پر ختم ہیں اور اسکی شریعت **خاتم الشرائع** ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اُسکی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اوسکے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے خدا اوس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے مگر خدا اُس شخص سے پیار کرتا ہے جو اسکی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اُسکے رسولؐ

حاشیہ صفحہ ۱۰۔ تمام انبیا بنی اسرائیل پر نازل ہوتی رہی اور یہی وجہ ہے کہ تمام انبیا بنی اسرائیل کا ذکر کرکے پارہ ہفتم سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

یعنی ان سب انبیاء بنی اسرائیل کو ہم نے کتاب و حکمت اور نبوۃ دی تھی۔ لہٰذا یہ سب انبیا تشریعی نبی تھے۔ اور حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نے شرح فصوص الحکم میں صاف لکھدیا ہے کہ تمام انبیاء بنی اسرائیل خواہ وہ موسیٰ کی طرح شریعت جدید لانے والے تھے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیا سمجھتا ہے اور اُسکے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے۔ پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اوسکو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اوسکو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اسکی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے اور جب اوسکی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلّی نبوت اوس کو عطا کرتا ہے جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔ نادان آدمی جو در اصل دشمن دین ہے اس بات کو نہیں چاہتا کہ اسلام میں سلسلہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ کا جاری رہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اسلام بھی اور مردہ مذہبوں کی طرح ایک مردہ مذہب ہو جائے مگر خدا نہیں چاہتا۔ نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے صرف مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں اس سے بڑھکر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لکلّ ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اُس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں اور لعنت ہے اوس شخص پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے

مگر یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیت دنیا پر ظاہر کی جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی دکھلائی جائے

چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴

اعتراض سوم۔ مولوی صاحب نے لانبی بعدی سے غیر مستقل انبیا مراد لینے کے لئے چار حدیثیں بطور دلیل پیش کی ہیں جنمیں سے دو کو تو میں اوپر لکھ چکا ہوں تیسری حدیث درج ذیل ہے۔

(۳) سیکون ثلثون دجالون کذابون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ترجمہ میرے بعد میری اُمت میں تیس دجال کذاب ہونگے انمیں سے ہر ایک دعوی کریگا کہ میں نبی خدا کا ہوں مگر میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ف۔ یہ حدیث بھی نبی غیر مستقل کی نفی میں نص صریح ہے کیونکہ جس طرح نبوت مستقلہ کا جھوٹا دعوی دجل اور کذب ہے اسی طرح نبوت غیر مستقلہ کا جھوٹا دعوی بھی دجل اور کذب ہے"۔

جواب احمدی۔ مولوی صاحب کا بیان کردہ فائدہ میری تو سمجھ میں نہیں آیا خصوصاً انکی دلیل کہ جسطرح نبوۃ مستقلہ کا جھوٹا دعوی دجل اور کذب ہے اسی طرح نبوۃ غیر مستقل کا دعوی بھی دجل اور کذب ہے۔ مولوی صاحب اس نص صریح کو سمجھتے ہیں تو ہمیں بھی سمجھا دیں ہمارے خیال میں یہ نتیجہ حدیث مذکور سے نہیں نکلتا بلکہ اگر مولوی صاحب اپنے اس اصول کو مدنظر رکھیں جو پہلی دو حدیثوں کے معنی کرنے میں لگایا گیا ہے یعنی جس قسم کے انبیا کا پہلے ذکر ہے اسی قسم کے انبیا کی نفی لانبی بعدی سے مقصود ہے تو بات صاف ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ دجال کذاب جس قسم کی نبوۃ کا دعوی کرینگے وہ نبوت نبی کریم کے بعد نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ وہ کیسی نبوۃ کا دعوی کرینگے یا وہ نبوت کیسی ہوگی سو آسان بات ہے کہ وہ نبوۃ محمدی نہیں ہوگی بلکہ دجالی نبوۃ ہوگی جو نبوۃ محمدیہ کا ظل نہیں ہو سکتی

کیونکہ وہ تو محض دجل ہے اور چونکہ نبی کریم خاتم النبین ہیں اسلئے ایسی
نبوت کا ہر مدعی دجال ہے مگر یہاں حضرت مسیح موعود کی نبوت تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت ہے جیسے کہ پہلے مفصل بیان کر چکا ہوں
اور اگر یہ بھی دجل ہے تو پھر اس اُمت میں جتنے کاملین ہوئے وہ سب کے
سب نعوذ باللہ دجال ہوئے کیونکہ وہ سب بروز محمدی کے مسئلہ کے معتقد
رہے ہیں یہ بات قابل غور ہے کہ جہاں جھوٹی نبوۃ کا دعویٰ ایک دجل
قرار دیا گیا ہے وہاں مسیح موعود کو بھی نبی اللہ کا خطاب خاتم النبین نے
دیا ہے تو اب کیا مسیح موعود کو دجال کہہ دیا جائے صرف اسلئے کہ وہ نبوۃ کا
مدعی ہے ہمارے خیال میں کوئی مسلمان اس امر کو تسلیم نہ کریگا - اس لئے
اسپر مزید بحث کی ضرورت نہیں مولوی صاحب کو چاہیئے کہ وہ پہلے حضرت
مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کو توڑ لیں کیونکہ ان کا نبی اللہ ہونا بحیثیت
مسیح موعود ہونے کے ہے اور اگر مولوی صاحب کو یہ خیال ہو کہ وہی مسیحؑ
ناصری ہی آئینگے اور انکی نبوۃ پہلے کی ہے اسلئے وہ ختم نبوت کے
منافی نہیں تو مولوی صاحب سب سے پہلے ۱۹ سو سال کے وفات یافتہ
مسیح کو زندہ ثابت کرلیں تاکہ تمام جھگڑا ختم ہو جاوے مگر اس صورت میں
بھی ہمارا یہ سوال ضرور ہوگا کہ بخیال مولوی صاحب جسطرح خاتم النبین میں
جمع محلی باللام ہے اور لا نفی جنس سے مطلقاً انبیا کی نفی ہے تو عیسیٰ مستثنیٰ
کہاں رہے اگر ان کے لئے کسی قاعدے سے باوجود نفی مطلق کے
بھی گنجائش باقی ہے تو وہ گنجائش ہمارے کام آگئی اب اسپر دجال
اور کافر کا فتوےٰ دینا فضول ہے - اور ثلثون کذابون والی حدیث نبوی
کا پیش کرنا نادانی ہے -

اعتراض چہارم۔ عن ان الرسالتہ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی ولا رسول بعدی ولکن بقیت المبشرات قالوا وما المبشرات قال رویا المسلمین جزء النبوۃ اخرجہ ابو یعلی عن انس ترجمہ۔ بہ تحقیق رسالت و نبوت کٹ گئی اب میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہاں مبشرات بمکافی ہیں صحابہ نے پوچھا مبشرات کیا چیز آپ نے فرمایا مسلمانوں کا خواب اجزای نبوت میں سے ایک جزء ہے۔

ف۔ معلوم ہوا اب اجزائے نبوت میں صرف رویا صالحہ باقی ہے اور کوئی جزاسکا از قسم وحی وغیرہ باقی نہیں ہے۔ اس حدیث کو بالفاظ مختلفہ متعدد صحابہ سے محدثین نے روایت کیا ہے چنانچہ امام بخاری نے اس کو حضرت ابوہریرہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال رویا الصالحتہ

اور مسلم اور ابوداؤد و نسائی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت نے اپنے مرض وفات میں بلکہ عین اس دن فرمائی تھی جسدن آپ کی وفات ہوئی۔ اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔ لیس یبقی بعدی من النبوۃ الا الرویا اور امام احمد نے اور ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ نے بتصریح صحت اور ابن حبان نے نام کرز سے بایں الفاظ روایت کیا ہے ذہبت النبوۃ وبقیت المبشرات

نیز امام احمد نے حضرت عائشہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے لم یبق بعدی من المبشرات الا الرویا اور امام احمد نے اور طبرانی نے حضرت حذیفہ بن اسید سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔ ذہب النبوۃ وبقیت المبشرات

جواب احمدی۔ یہاں مولوی صاحب کے تمام قواعد متعلق لا نبی بعدی

اور جمع محلی باللام کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الرسالت اور النبوت کے ختم کی حقیقت بیان کرتے ہوئے صاف فرمایا ہے کہ المبشرات جو نبوت کا ایک جزو ہیں باقی ہیں اور اگر لانفی جنس اور جمع محلی باللام کا قاعدہ یہاں لگایا جاوے تو مبشرات جو جنس نبوت سے ہے وہ بھی باقی نہ رہتے ۔ اس حدیث سے کم سے کم اتنا پتہ ضرور چلگیا کہ نبوت کا ایک حصہ باقی ہے جسے رویا صالح کہتے ہیں لیکن اب سوال یہ ہے کہ کیا رویا صالح تک ہی امت محمدیہ کی پہنچ ہے یا وحی و الہام (از قبیل مبشرات و منذرات) بھی انکے لئے باقی ہے ۔ اس سوال کا جواب مدیر النجم کے الفاظ میں تو یہ ہے کہ وحی وغیرہ باقی نہیں ہے ۔ صرف سچی خوابیں ہیں ۔ مگر یہ بالکل غلط بات ہے جسقدر کاملین ہوئے ہیں وہ سب الہام ربانی پاتے تھے اور حضرت عمرؓ محدث تھے جن کی زبان پر فرشتے کلام کرتے تھے اور محدثوں کا اس امت میں ہونا ایک امر تسلیم شدہ ہے اور محدث کی وحی بھی القائے شیطانی سے ویسے ہی محفوظ ہے جیسے انبیاء رسل کی وحی چنانچہ حضرت ابن عباس سے

جو بہت مشہور قرات ہے اسطرح آئی ہے کہ :۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي ولا محدث الا اذا تمنى القى الشيطن في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطن ثم يحكم الله آياته

دیکھو یہاں کس طرح اللہ تعالیٰ نے محدثیت کو رسالت اور نبوت کے ہم پلہ بیان کیا ہے اور محدث کی وحی کو بھی دخل شیطان سے پاک

قرار دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رح نے تو الہام کو کتاب و سنت کے بعد اصل ثالث قرار دیا ہے اور یہی سچ ہے کلام الہی کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہاں علی حسب مراتب اس سے حصہ دیا جاتا ہے اور قرآن کریم با آواز بلند ہماری تائید کرتا ہے۔

اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم بہ توعدون پ ۲۴ ع ۱۸ یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر اسپر استقامت رکھتے ہیں اُنپر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کچھ خوف نہ کرو اور نہ غم بلکہ خوشخبری لو اس جنت کی جسکا تمسے وعدہ دیا جا چکا ہے۔

اس آیت سے مومنین پر نزول ملائکہ کا ثبوت ملتا ہے جو خدا کی طرف سے مومنین کو بشارات دیتے ہیں اور ایک دوسری جگہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ:۔

وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ مایشاء انہ علی حکیم پ ۲۵ ع ۶

اس آیت میں بشر کے ساتھ مکالمہ اللہ کی صورت بیان کی گئی ہے اول یہ کہ دل کے اندر ڈالا جسے الہام ہی کہتے ہیں دوم یہ کہ پس پردہ سے کلام ہو جیسے غیب سے آواز سوم یہ کہ خدا کی طرف سے کوئی فرشتہ آکر وحی پہنچائے جو اللہ کا منشا ہو اور یہ آخری صورت پہلی صورتوں سے زیادہ مبین اور صاف ہے اب اگر پہلی آیت جسمیں نزول ملائکہ کا ذکر ہے اس آیت سے ملائیں تو صاف معلوم ہوگا کہ وحی اللہ جو بذریعہ ملائکہ نازل کی جاتی ہے وہ مومنین کاملین پر نازل ہوتی ہے اور النجم کے مدبر میں اگر ذرا بھی سمجھ دینی ہوگی تو وہ اس نکتہ کو سمجھ لیگا۔

اب سوال یہ ہوگا کہ وہ احادیث جنمیں رویا صالحہ ہی کے باقی رہنے کا ذکر ہے انکا کیا مطلب سو اصل بات یہ ہے کہ عامہ مومنین کے لحاظ سے

تو یہی ٹھیک ہے کہ سچی خوابیں ہی انکے لئے ہیں محدثیت کے مقام تک ہر شخص نہیں پہنچتا اسلئے عامہ مومنین کا خیال رکھکر نبی کریم نے یہ فرمایا ہے کہ مبشرات سچی خوابوں کا نام ہے ورنہ قرآن مجید نے مبشرات کا نزول بذریعہ ملائکہ بھی صاف بیان کر دیا ہے۔ جیسے کہ اوپر گذرا۔ مجھے یقین نہیں کہ مدیر النجم کو اتنا معلوم نہ ہو کہ اکابر امت نے الہام الہٰی کا دعویٰ کیا ہے اور صوفیا رکرام کے الہامات کبھی اسکی نظر سے نہ گذرے ہوں مگر میرا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود سے بدظن کرنے کیلئے انہوں نے لکھدیا کہ صرف سچی خوابیں ہی باقی ہیں اور یہ پرلے درجے کی خیانت ہے۔

زیر بحث احادیث میں وہی لیس کا لفظ بھی آگیا ہے جیسے کہ حدیث لیس یبقی بعدی من النبوۃ الا الرویا الصالحہ میں ہے اور یہی لیس کا لفظ حدیث لیس بینی وبینہ نبی میں بھی آگیا ہے مگر مولوی صاحب کو یہ اعتراض تھا کہ لانبی بعدی میں لا لنفی جنس ہے لیس نبی بعدی نہیں ہے جو دونوں کو یکساں سمجھ لیا جاوے مگر اس جگہ لیس یبقی بعدی من النبوۃ نے فیصلہ کر دیا کہ جو منشا لانبی بعدی سے حضور اکرمؐ کا تھا وہی منشا لیس یبقی بعدی من النبوۃ سے ہے لہذا ہمارا یہ لکھنا بالکل درست ہے کہ جسطرح لیس بینی وبینہ نبی کے یہ معنی ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں جو صاحب شریعت جدیدہ ہو اسیطرح لانبی بعدی کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو صاحب شریعت جدیدہ ہو اور امت محمدیہ سے علیحدہ ہو یا نبوۃ بالاصالت رکھتا ہو۔ غرض اس حدیث مین لیس کے لفظ نے آکر یہ بتا دیا کہ لا اور لیس مترادف معانی کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اب امت اسپر اجماع کرے یا نہ کرے حدیث نبوی نے فیصلہ ہمارے حق میں دیدیا ہے۔

اعتراض پنجم۔ حدیث فزت میں نبی سے مستقل مراد لینے کے لئے
حافظ ابن حجر عسقلانی کا حوالہ غلط دیا گیا ہے اُنہوں نے صاف لکھدیا ہے کہ جن
روایتوں کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت عیسیٰ کے
درمیان میں نبی ہوئے ہیں ان سب روایتوں کی سندیں مخدوش ہیں اور صحیح
بخاری کی یہ حدیث بلاتردد صحیح ہے لہٰذا وہ سب روایتیں اس حدیث سے
رد ہو جائینگی عبارت انکی یہ ہے و استدل به علی انه لم یبعث بعد عیسیٰ
الا نبینا صلعم وفیه نظر لانه ورد ان الرسل الثلاثة الذین ارسلوا
الی اصحاب القریة المذکورة قصتهم فی سورة یسین کانوا من اتباع
عیسیٰ وان جرجیس وخالد بن سنان کانا نبیین وکانا بعد عیسیٰ و
الجواب ان هذا الحدیث یضعف ماورد من ذالک فانه صحیح
بلاتردد فی غیره مقال۔"
ترجمہ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بعد عیسیٰ علیہ السلام کے سوا
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر اسپر اعتراض
کیا گیا ہے کہ مروی ہے کہ وہ تین رسول جو اصحاب قریہ کیطرف بھیجے گئے
تھے جنکا قصہ سورہ یٰسین میں ہے حضرت عیسیٰ کے پیرو تھے اور جرجیس
اور خالد بن سنان بھی نبی تھے اور یہ دونوں بعد عیسیٰ کے تھے **جواب** اس
اعتراض کا یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی ان تمام روایتوں کو رد کرتی ہے
کیونکہ یہ بلاتردد صحیح ہے اور اُن روایتوں میں گفتگو ہے ۱۰ اس جواب کے
بعد بطور احتمال کے وہ جواب بھی ابن حجر نے ذکر کیا ہے جسکو مضمون نگار
صاحب نے الگا اصل قول قرار دیا اور اصل قول کو بالکل حذف کردیا میرے نزدیک
یہ بات بالکل دیانت کے خلاف سرزد ہوئی طبرانی کی روایت جس میں

حنظلہ بن صفون کی نبوت کا ذکر ہے اور بھی زیادہ مخدوش ہے کیونکہ متعدد آیات قرانی کے خلاف ہے قران میں کئی جگہہ ارشاد ہوا ہے کہ عرب میں کوئی نبی حضرت سے پہلے مبعوث نہیں ہوا قولہ تعالیٰ لتنذر قوما ما انذر اباءھم و قولہ تعالیٰ وما ارسلنا قبلك فيهم من نذير و غیر ذالك نیز بہت سی صحیح حدیثوں کے خلاف ہے منجملہ انکے یہ حدیث ہے جو صحیحین میں مروی ہے کہ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ عرب میں کسی اور نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دعویٰ نبوت کیا تہا ابوسفیان نے کہا نہیں۔

جواب احمدی۔ مین نے تو بالکل صحیح حوالہ دیا ہے اور آپ نے اصل کتاب میں سے اس عبارت سے پہلی عبارت نقل کرکے خود لکھدیا ہے کہ اسکے بعد وہ جواب بھی ہے جو مضمون نگار نے لکھا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے وہ عبارت جو آپ نے نقل کی ہے نہیں لکھی تھی مگر اس لئے نہیں کہ کسی کو دہوکہ دینا مقصود تہا تا آپکا اسے خیانت پر حمل کرنا صحیح ہو بلکہ اسلئے کہ ابن حجر عسقلانی کے دوسرے معنی جو ہمنے لکہے تہے وہ دوسری احادیث اور روایات کے مطابق تہے اور ان معنوں کی رو سے حدیث نبوی جو طبرانی میں موجود ہے رد نہیں ہوتی اور میں نے بتایا تہا کہ جب ایک حدیث آنحضرتؐ سے ثابت ہوجاوے تو اپنے مزعومہ معنوں کو باقی رکھنے کے لئے حدیث کا انکار ٹھیک نہیں بلکہ حدیث کے ماتحت معنی کرنے ہونگے اسلئے میں نے دوسرے معنی بیان کرنے پر اکتفا کی اور لطف تو یہ ہے کہ امام ابن حجر نے باوجود یہ کہنے کے کہ "وفی غیرہ مقال" پھر خود ہی لیس بینی و بینہ کے معنی یہ کردیئے ہیں کہ گویا یہ مراد ہے کہ کوئی صاحب شریعت جدید نبی آنحضرتؐ اور عیسیٰ کے درمیان نہیں گویا یہ معنی کرکے ان احادیث

کی صحت کو تسلیم کرلیا کہ جنمیں زمانہ فترہ میں انبیا کے ہونے کا ذکر ہے جنکی نسبت پہلے وفی غیرہ مقال کہا تہا اور اصل بات یہ ہے کہ اگر لیس بینی وبینہ نبی کے معنی یہی ہیں کہ مطلقاً کوئی نبی نہیں ہوا تو بے شک وہ تمام احادیث جنمیں نبیوں کے ہونے کا ذکر ہے صحیح نہیں ہیں اور انہیں معنوں کی بنا پر وفی غیرہ مقال کہا تہا لیکن جب ان الفاظ کے وہ معنی ہوں جو دوسرے جواب میں ابن حجر عسقلانی نے بیان کئے ہیں تو دونوں احادیث میں کوئی تعارض ہی نہ رہا بلکہ چونکہ لیس بینی وبینہ نبی صحیح بلا تردد ہے لہذا اسکے معنوں کو کہولنے والی احادیث بہی بلا تردد صحیح ہیں اور اگر ہم علی الفرض تسلیم یہ مان لیں کہ طبرانی کی حدیث غلط ہے اور اصحاب قریہ کی طرف جو تین رسول بہیجے گئے تہے وہ حضرت عیسیٰ کے بعد نہ تہے اور نہ جرجیس اور خنظلہ بن صفوان حضرت عیسیٰ کے بعد نبی تہے تو بہی ہمارا کچھ نقصان نہیں ہے کیونکہ ابن حجر عسقلانی نے جو معنی لیس بینی وبینہ نبی کے لئے ہیں وہ تو غلط نہیں ہیں اور یہ اس امام کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ایسے معنی کرتے جنکے متحمل الفاظ حدیث نہ ہوں - پس ہمیں بہی حق حاصل ہوگیا کہ ہم لانبی بعدی کے معنوں میں وہی تاویل کرلیں جو لیس بینی وبینہ نبی میں ابن حجر عسقلانی جیسے جلیل القدر امام نے کی ہے - مگر میں تو کہتا ہوں کہ وہ احادیث بہی بالکل درست ہیں جنمیں عیسیٰ اور محمدؐ کے درمیان نبی ہونے کا ذکر ہے اول اسلئے کہ سورہ یٰسین میں جن تین رسولوں کا ذکر ہے وہ حضرت عیسیٰ کے بعد تہے اور مفسرین بکثرت اسی طرف گئے ہیں چنانچہ نواب صدیق الحسن صاحب تفسیر ترجمان القرآن میں لکہتے ہیں کہ :- قرطبی نے کہا ہے کہ سارے مفسروں کے قول میں

یہ قریہ انطاکیہ ہے حضرت ابن عباسؓ اور بریدہ بھی اسی کے قائل ہیں
اور مرسلوں اصحاب عیسیٰ علیہ السلام ہیں (جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۱)
اور امام فخر الدین رازی نے بھی آیت فترت کی شرح میں لکھا ہے کہ زمانہ
فترت میں چار کس نبی ہوئے تین کس جنکا ذکر سورہ یٰسین میں ہے اور ایک
شخص عرب میں سے جو اصحاب الرس کی طرف بھیجے گئے تھے دوسرے
طبرانی کی حدیث اسلئے بھی صحیح ہے کہ سلمان فارسی نے جو فترۃ بین
عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ہے اسپر حافظ ابن حجر
نے صاف لکھدیا ہے کہ فترۃ کے زمانہ کے اندر کسی ایسے نبی کا آنا جو پہلے
نبی کے تابع ہو منع نہیں ہے لہذا خالد بن سنان اور جرجیس اور تین رسول
جنکا سورہ یٰسین میں ذکر ہے ان سب کا نبی ہونا لیس بینی و بینہ نبی کے
خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ نبوی فترت کے زمانہ کے متعلق ہی ہیں
سوم اسلئے کہ طبرانی کی حدیث کے غلط ہونے کے متعلق جو دلائل مولوی
صاحب نے دئے ہیں وہ بالکل کمزور ہیں اور نہ کوئی صحیح دلیل اس کے
غلط ہونے پر قایم ہو سکتی ہے۔ مولوی صاحب کے دلائل کا خلاصہ یہ
ہے کہ قران مجید میں آیا لتنذر قوما ما انذر اباءھم فھم غفلون
یعنی نبی اکرم جس قوم کی طرف مبعوث تھے انکے آبا بھی کسی نبی کی
معرفت نہیں ڈرائے گئے لہذا جرجیس یا حنظلہ بن صفوان کا نبی ہونا قران
کے خلاف ہے مگر مولوی صاحب نے یہاں تدبر سے کام نہیں لیا
کیونکہ ان آیات کی تفسیر میں متقدمین نے صاف لکھدیا ہے کہ ما انذر اباءھم
میں ما نافیہ بھی ہو سکتا ہے اور موصولہ یا موصوفہ بھی ہو سکتا ہے
ما کے نافیہ ہونے کی صورت میں تو یہ معنی ہونگے کہ ایسی قوم جسکے باپ دادا

ڈرائے نہیں گئے اور آبار سے مراد اقرب آبار ہیں نہ یہ کہ عرب میں کوئی
نبی مبعوث ہی نہیں ہوا جیسے مولوی صاحب نے لکھا ہے کیونکہ حضرت
اسمٰعیل کی تو وہ اولاد ہی ہیں۔ اور حضرت عیسٰی کی تعلیم بھی عرب تک
پہنچی ہوئی تھی اور ما کو موصولہ یا موصوفہ مان کر یہ معنی ہونگے کہ ڈرائے
اس قوم کو جسکے آبار ڈرائے گئے تھے اور یا یہ ما مصدریہ بھی ہو سکتا ہے
اور معنی یہ ہونگے کہ ڈرائے انکو ڈرانا انکے آبار کا اور یہ تمام بحث اکثر
تفاسیر میں موجود ہے پھر اسکے ہوتے ہوئے حدیث نبوی کو خلاف
قرآن کہکر رد کر دینا کونسی دیانت داری ہے۔ ہاں مولوی صاحب نے
عرب میں انبیا کی نفی میں ابو سفیان کا وہ قول نقل کیا ہے جو ہرقل کے
روبرو اس نے بیان کیا تھا مگر مولوی صاحب کے لیئے وہ قطعاً مفید
نہیں کیونکہ وہ اس کا اسوقت کا کلام ہے جبکہ وہ خود غافلوں میں
شامل تھا اور اس قول کی ایسی ہی مثال ہے کہ ہم عیسائیوں سے
پوچھیں کہ عیسٰی اور آپ کے حواریوں کے بعد کوئی اور بھی نبی دنیا میں
پیدا ہوا تو وہ کہدے کہ نہیں۔ جو کسی طرح قابل سند نہیں ہے۔
ہاں اسی ابو سفیان نے دربار ہرقل سے نکل کر اپنے ساتھیوں سے یہ
بھی کہا تھا کہ بھئی آج ابن ابی کبشہ کا کام تو بن گیا ابن حجر عسقلانی
کہتے ہیں کہ یہ اسلیئے اس نے کہا کہ ابی کبشہ عرب میں ایک مواحد
شخص گذرا تھا اور چونکہ نبی کریم بھی توحید کی دعوت دیتے تھے اسلیئے
ابن ابی کبشہ نبی کریم صلعم کا نام رکھا۔ اس سے اتنا واضح ہو گیا کہ تعلیم توحید جو
انبیا کی تعلیم کا اصل مغز ہے وہ عرب والوں تک پہنچ چکا تھا مگر وہ غافل
ہو گئے تھے بہر حال یہ آیت حدیث طبرانی کے مخالف نہیں۔ ہملاورنہ

مولوی صاحب کو حق حاصل ہے کہ وہ ایک ایسی آیت کی بناپر (جسکے ایسے معنی بھی ہو سکتے ہوں جو کسی حدیث نبوی کے مطابق ہوں) اس حدیث نبوی کا انکار کریں

اعتراض ششم یہ (۴) ملا علی قاری کی کتاب الموضوعات کا حوالہ بھی بیہودہ ہے گو اسوقت کتاب الموضوعات پیش نظر نہیں ہے اور چونکہ مضمون نگار صاحب کتاب کا حوالہ دینے میں اور کتاب کی عبارت نقل کرنے میں قابل اعتماد نہیں ہیں کیونکہ ایک حوالہ ابن حجر عسقلانی کا غلط دیا جیسا کہ اوپر ظاہر ہو چکا دوسرا حوالہ مجمع البحار کا غلط دیا جیسا کہ آئندہ ظاہر ہو گا لہذا ممکن ہے کہ کتاب الموضوعات کا حوالہ بھی غلط ہو مگر میں اس سے قطع نظر کر کے ایک بہت صاف و صریح بات پیش کرتا ہوں اسکے خلاف اگر ملا علی قاری نے لکھا ہے تو وہ لغزش قلم ہے حدیث لو عاش اور ابراہیم اور حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بعد آپکے نبی ممکن ہے بالکل غلط ہے کیونکہ لو اپنے مدخول کے امکان پر دلالت ہی نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے مدخل کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے تمام کتب نحو یہ اٹھا کر دیکھ لیجئے لو یہ بتاتا ہے کہ چونکہ مدخول منتفی ہے اسلئے جزا اسپر مرتب نہیں ہوئی و یشھد له قوله تعالیٰ لو کان فیھما الھة الا الله لفسدتا لو اس بات کو بتا رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور معبود چونکہ نہیں ہیں اسلئے آسمان و زمین فساد نہیں آتا کیا مضمون نگار صاحب اس آیت میں یہ مطلب مان سکتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اللہ کے سوا اور معبود ہو جائیں اور زمین و آسمان میں فساد آ جائے کیا وہ تعدد آلہہ کو ممکن و جائز کہہ سکتے ہیں لہذا یہ کہنا کہ ان دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم اور حضرت عمر اگر نبی ہوتے تو حضرت کے تابع ہوتے ۔ بالکل غلط ہے ۔ پھر قطع نظر اس سے ملا علی قاری کی عبارت منقولہ میں یہ کہیں نہیں ہے کہ حضرت کے بعد نبی غیر مستقل ممکن ہے بلکہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں ان دونوں حدیثوں کے متعلق کہہ رہے ہیں ایک خاص جزئی کے متعلق کلام کرنا اور چیز ہے

اور کوئی کلیہ قایم کر دینا اور چیز ہے۔

جواب احمدی - مولوی صاحب نے دیکھا کہ اب یہاں تو کسی طرح حوالہ غلط کہنے کی گنجایش نہیں جھٹ وہ دوسرے غلط الزاموں کی بنا پر ہمارے ناقابل اعتماد ہونے کا فتویٰ جڑ دیا اور لکھدیا کہ ممکن ہے کہ کتاب الموضوعات کا حوالہ بھی غلط ہو کیا ہی تقویٰ ہے کہ جو کتاب پیش نظر نہیں اور ایک شخص اسی کتاب میں سے ایک لمبی عبارت نقل کرتا ہے اور صفحہ کا حوالہ بھی دیتا ہے باوجود اسکے بدظنی کی جاے۔ موضوعات کوئی ایسی ہماری کتاب نہیں جو اٹھانی مشکل ہو یا ایسی قیمتی نہیں کہ مولوی صاحب خرید نہ سکیں اور اگر مولوی صاحب کو دستیاب نہو تو میں اپنی کاپی انہیں بھیج سکتا ہوں اور اگر انہیں پتہ نہو کہ کہاں سے ملتی ہے تو میں بتا دیتا ہوں کہ مطبع مجتبائی دہلی سے ملیگی بہر حال مولوی صاحب اپنی تسلی کرلیں۔

چونکہ حضرت ملاں علی قاری کی عبارت اور حدیث لو عاش ابراہیم لکانا البنیا سے صاف پایا جاتا ہے کہ نبوت بالتبعیت باقی ہے صرف نبوت بالاصالت ختم ہو چکی اسلئے مولوی صاحب کو لکھنا پڑا کہ اگر ملا علی قاری نے مولوی صاحب کے فرضی معنوں کے خلاف لکھا ہے تو یہ ملاں علی قاری کی لغزش قلم ہے۔ یہ الفاظ دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ ؎

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

مولوی صاحب یہ جو لو کے استعمال کا قاعدہ آپنے بیان کیا ہے یہ تو معمولی پڑھا ہوا آدمی بھی خوب جانتا ہے تو کیا ملاں علی قاری جیسا جلیل القدر محدث جسے لوگوں مجدد وقت بھی مانا ہے یہ قاعدہ نہیں جانتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ یہ سب کچھ جانتے تھے اور علاوہ ازیں وہ نظر وسیع رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمیشہ "لو" انہی معنوں میں نہیں آتا کہ مشروط محال ہو بلکہ ممکن پر بھی آتا ہے جہاں مشروط محال ہو وہاں جزا بھی محال ہوتی ہے اور جہاں مشروط ممکن ہو وہاں جزا بھی ممکن ہے محال کی مثال تو

مولوی صاحب نے دیدی لوکان فیھما اٰلھۃ الا اللہ ممکن کی مثال ہم دیتے ہیں سنو خدا فرماتا ہے لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین (الحاقہ) یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افترا کرتے تو اللہ انہیں دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتا اور انکی رگ جان کاٹ دیتا اب اگر "لو" کا مدخول محال ہی ہوتا ہے تو اس آیت کے مہمل ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کیونکہ تقول علی اللہ محال ہے تو یہ کہنا کہ اگر وہ تقول کرتا بالکل فضول ہے مگر سچ یہ ہے کہ تقول علی اللہ ممکن ہی نہیں بلکہ امور واقعہ میں سے ہے اور ایسے مفتریوں کی سزا قطع الوتین بھی واقعات میں ہے اسلئے اسے بطور دلیل صداقت نبوی پیش کیا گیا ہے اور اگر یہ سچ نہیں تو پھر قرآن کریم میں یہ آیات ہی بیفائدہ ہیں۔ لہذا یہ بالکل سچ ہے کہ "لو" کا مدخول محال بھی ہوتا ہے اور ممکن بھی اور شرط محال مستلزم محال ہوتی ہے اور شرط ممکن کی جزا ممکن ہوتی ہے۔ اب زیر بحث حدیث لو عاش ابراہیم لکان النبیاء کے متعلق ملا علی قاری کے ہی الفاظ میں جواب سنئیے۔ وانا قول ابن حجر المکی وتاویلہ ان القضیہ الشرطیہ لا تستلزم وقوع المقدم وان انکار النووی کا ابن عبد البر لذلک فلعدم ظہور ھذا التاویل وھو ظاھر فبعید جداً ان لا یفھم الا ما ما لجلیلان مثل ھذا المقدمہ وانما الکلام علی فرض وقوع المقدم فافھم واللہ سبحانہ واعلم

(موضوعات صفحہ ۵۸)

وہ الفاظ جنکے نیچے خط کھینچ دیا گیا ہے شرط و مشروط کے ممکن الوقوع ہونے پر ملاں علی قاری کا فیصلہ ہے اور یہ سچ بھی ہے کہ آنحضرت نے اپنے فرزند ابراہیم کے فوت ہونے پر حدیث بیان کی پس اگر اسکا نبی ہوسکنا محالات سے ہوتا تو وہ کبھی بھی نبی نہیں ہوسکتا تھا چاہیے۔ اب بھی یہ زندہ رہتا اور یہ کہنا کہ زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا

صاف بتارہا ہے کہ ختم نبوۃ کے یہ معنی نہیں کہ مطلقاً دروازہ نبوۃ بند ہے بلکہ چونکہ نبی ہوتا تو ختم نبوۃ کے ماتحت ہوتا اسلئے ختم نبوۃ نہ ٹوٹتی چنانچہ ملّاں علی قاری نے یہی سمجھا اور کھولکر لکھدیا کہ "قلت ومع ھذا لو عاش ابراھیم وصار نبیاً وکذا لو صار عمر نبیاً لکانا من اتباعہ علیہ السلام کعیسٰے والخضر والیاس علیہم السلام فلا یناقض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنٰے انہ لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ ویقوی حدیث لو کان موسیٰ حیاً ..."

اس عبارت میں ملّاں علی قاری نے نہایت عجیب فیصلہ کردیا ہے جو یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اور ابراہیمؓ صاحبزادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر نبی ہوجاتے تو وہ آنحضرتؐ کے تابعدار ہوتے جیسے عیسیٰ خضر اور الیاس علیہم السلام۔ اور چونکہ وہ تابعدار ہوتے اسلئے انکا نبی ہونا اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے مخالف یا نقیض نہ ہوتا جبکہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ نہیں آئیگا کوئی نبی آپکے بعد جو آپکی نبوت کو منسوخ کرنیوالا ہو اور آپکی اُمت میں سے نہو۔ اور ان معنوں کو تقویت دیتی ہے یہ حدیث کہ اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے تابعداروں سے ہوتے۔

اس عبارت میں عیسیٰؑ و خضرؑ و الیاسؑ کا ذکر آگیا ہے اور چونکہ زیر بحث انکی حیات و وفات کا جھگڑا نہیں اسلئے میں اس پہلو کو بالکل چھوڑتا ہوں بلکہ اصل مبحث ختم نبوت ہے اسلئے انکا ذکر ہمارے لئے مفید مطلب ہے کیونکہ ملّاں علی قاری کا انکے ذکر سے یہ منشا ہے کہ جسطرح ان تین گذشتہ نبیوں کے محمد رسول اللہ کے تابعدار ہوکر رہنے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی اسیطرح ابراہیمؓ اور عمرؓ کے آنحضرتؐ کے بعد نبی ہوجانے سے ختم نبوت کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ نبی اللہ علیہ السلام کا نزول تو مولوی صاحب اور تمام مسلمان آنحضرت کے بعد مانتے ہی ہیں اسلئے وہ یہ سمجھ لیں کہ جب اُنکی عقل اس نبی تشریعی کے آنے کو ختم نبوت کے مخالف نہیں جانتی کیونکہ وہ نبی تشریعی ہمارے نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوکر آئیگا اور وہ عہدہ نبوت سے معزول نہیں ہوگا اسیطرح اگر کسی محمد صلعم کے

علیہ السلام صحابہ و لطف الہ آبادی

غلام کو نبوت ظلی یا بروزی ملجائے تو وہ کیونکر ختم نبوۃ کے خلاف ہوگی - ملاں علی قاری تو کہتے ہیں کہ عیسیٰ کا تابعدار ہوکر آجاتا یا محمد رسول اللہ کے حقیقی بیٹوں کا نبی بن جانا ایک ہی بات ہے اور دونوں صورتیں ختم نبوت کے خلاف نہیں ہیں - رہا مولوی صاحب کا یہ اعتراض کہ ملاں علی قاری نے تو خاص صاحبزادہ ابراہیمؑ اور عمرؓ کی نسبت یہ کہا ہے کہ اگر وہ نبی ہو جاتے تو ختم نبوۃ کے منافی نہ تھا اس سے کلیہ قاعدہ بنالینا یہ درست نہیں ہے مگر یہ منطق ہماری سمجھ سے کچھ بالاتر معلوم ہوتی ہے شاید النجم کے ناظرین اسے سمجھتے ہوں - مولوی صاحب کیا یہ سچ نہیں کہ اگر عمر و ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نبی ہو جانا ختم نبوت کے مخالف نہیں کیونکہ انکی نبوت محمدی نبوت کے ماتحت ہے تو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی نبوۃ بھی اسی طرح ختم نبوت کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ بھی آنحضرت ہی کا فیضان نبوت ہے - اور حضرت مرزا صاحبؑ نے نظم و نثر میں ہمیشہ اسے اپنا فخر بتایا ہے کہ آنحضرت کے طفیل جو پایا سو پایا ہے کیا آپکے سمجھنے کیلئے یہ دو شعر کافی نہ تھے -

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اُسکا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
جو کچھ کہ ہمنے پایا اس یار سے ہی پایا — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اور اگر مدیر النجم کو اپنی منطق ٹھیک ہی معلوم ہوتی ہے اور ہمارا بیان غلط تو وہ پھر یوں ہی سمجھ لیں کہ مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا بھی اسی خاص جزئی میں شامل ہے کہ جسمیں ابراہیمؑ و عمرؓ شامل ہیں اور ایسا کرنا کوئی بلا دلیل نہ ہوگا کیونکہ ملا علی قاری نے عیسیٰ کی نبوۃ کو ختم نبوت کے ماتحت بیان کردیا ہے گویا اس خاص جزئی میں مسیح موعود کو بھی شامل کردیا ہے - بہرحال مولوی صاحب کا اعتراض جو مسیح موعود کی نبوت پر تھا ختم ہوگیا -

اعتراض ہفتم :- (۵) مجمع البحار کا حوالہ غلط ہے بوجوہ اوّل اصل کتاب میں

بعدہ کا لفظ نہیں دوم مصنف نے یہ جملہ محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ اگر کہا جائے کہ انکا نزول حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپکی شریعت کے ناسخ نہیں ہیں ۔ تم پھر مجمع البحار کے اسی صفحہ میں حضرت عائشہ کا یہ قول منقول ہے کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء و لا تقولوا لا نبی بعدہ اس کو مضمون نگار صاحب نے کیوں چھوڑ دیا یہ تو انکے مدعا کیلئے انکے تمام منقولات سے زیادہ مفید تھا اصل یہ ہے کہ کلام غیر معصوم سے کبھی حجت تمام نہیں ہو سکتی بسا اوقات اسکا مقصود کچھ ہوتا ہے اور اسکے زبانی الفاظ اسکے مقصود سے عام یا خاص ہو جاتے ہیں حضرت عائشہؓ کا مقصود بھی صرف حضرت عیسیٰ کے نزول کے متعلق ہے مگر الفاظ کچھ عام ہو گئے ہین ۔

جواب احمدی ؛ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کی مثال مولوی صاحب پر پوری آتی ہے ہر جگہ ایسی باتوں سے کام لیا ہے کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے حقیقت کو چھپانے کے لئے بالکل فضول نکتہ چینی کی ہے ۔

یہ سچ ہے کہ بعدہ کا لفظ مجھ سے زاید لکھا گیا مگر کیا اس سے کوئی معنوں میں فرق آگیا معنوں میں یقیناً ایک ذرہ بھر فرق نہیں آیا اور نہ میں نے دانستہ یہ لفظ زاید لکھا بلکہ چونکہ مضمون لکھتے وقت کتاب پاس نہ تھی صرف حافظہ کی بنا پر وہ الفاظ امام طاہر کے لکھے تھے اسلئے بعدہ کا لفظ زاید لکھا گیا اور اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ امام طاہر کا منشا لا نبی ینسخ الشرعہ سے یہی ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو شریعت نبوی کو منسوخ کرے اور میں نے بھی اپنے مضمون میں یہی لکھا تھا کہ امام محمد طاہر صاحب بھی لا نبی بعدی کے یہی معنی کرتے ہیں سو یہ تو سچی بات ہوئی پھر مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ حوالہ غلط ہے صرف انکے دل کی تسلی کیلئے ہے ورنہ وہ

جانتے ہیں کہ تکملہ کے صفحہ ۸۵ پر واقعی یہ موجود ہے بلکہ مولوی صاحب تو مجھے
ملزم کرتے ہیں کیونکہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ کا قول بھی نقل نہیں کیا حالانکہ وہ زیادہ
مفید مطلب تھا اور اسکی ضمن میں امام محمد طاہر صاحب نے زیر بحث الفاظ لکھے ہیں
مولوی صاحب حضرت عائشہ صدیقہ بھی بیشک ختم نبوۃ کے یہ معنی نہیں کریں کہ مطلقاً سلسلہ
نبوۃ بند ہو گیا یا یہ کہ ختم نبوۃ کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں اسی لئے انہوں
نے فرما دیا کہ خاتم الانبیاء تو کہو مگر لانبی بعدی نہ کہو اور یہ آپکا فرمان لانبی بعدی کے غلط معنوں
کی تردید کیلئے ہے اور عام الفاظ ہیں اور حضرت امام محمد طاہر کا یہ فرمانا کہ ھذا ناظر الی نزول
عیسیٰ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ ہم بھی تو اسی کی نبوت کے ثبوت میں بحث کرتے
ہیں جو فی الحقیقت وہی مسیح موعود ہے کہ جسکے نزول کا وعدہ الٰہی بزبان خاتم النبیین
صحیح احادیث میں موجود ہے مگر آپ چونکہ ابھی غافل ہیں اسلئے خواہ مخواہ اس سے انکار
کیلئے بہانے تلاش کر رہے ہیں ۔ ورنہ کیا حضرت مرزا صاحب کا بحیثیت مسیح موعود نبوت
بروزی کا دعویٰ ابھی کوئی قابل اعتراض امر تھا ۔ میں تو یقیناً کہتا ہوں کہ اگر فی الحقیقت وہی
مسیح آجاوے جسے وفات پائے آج ۱۹۰۰ سال کے قریب ہو چکے ہیں تو بھی مولوی صاحبان
اور جیسے ہمارے مخالف اسکا انکار کر دیں اور جھٹ کہہ دیں کہ میاں تیس دجال آنے ہیں
یہ بھی انہیں میں سے ایک ہے کیونکہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور ساتھ ہی کہہ دینگے کہ کیا معلوم
غبارہ کے ذریعہ سے کوئی شخص ادھر چلا گیا ہو اور خواہ مخواہ مسلمانوں کو بہکا رہا ہو یا یہ کہ ہم تو پہچانتے
ہی نہیں کہ تم کون ہو کیونکہ ہم نے تمہیں پہلے دیکھا ہی نہیں اور اسنے اگر حلیہ پیش کیا تو یہ منطقی
مولوی جھٹ کہہ دینگے کہ کیا یہ حلیہ کے الفاظ اور کسی پر منطبق نہیں ہو سکتے ۔ غرض انکار ہی کرینگے
اور اسکا ثبوت مولوی صاحب کا مضمون زیر بحث کافی ہے ۔

حضرت عائشہ صدیقہ کے الفاظ عام ہیں اور مولوی صاحب تسلیم کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ مقصود
صرف نزول عیسیٰ ہے ۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ کیوں ۔ تو جواب صرف یہی ہو سکتا ہے چونکہ اسی

نزول کا قصہ مشہور تہا اور لا نبی بعدی کے بظاہر مخالف تہا اسلئے لوگوں کو عیسیٰ کی نبوۃ کے لا نبی
بعدی کے مخالف نہ ہونیکا سمجہانے کیلئے یہ پیش بندی کیگئی اسلئے ایک عام بات کو خاص سمجہ لیا گیا
مگر ہم کہتے ہیں کہ اسیطرح لا نبی بعدی جو عام الفاظ ہیں وہ بہی معنوں کے لحاظ سے مخصوص ہوگئے
اور وہ مخصوص معنی یہ ہیں کہ لا نبی ینسخ الشرع یعنی کوئی ایسا نبی آنحضرتؐ کے بعد نہیں جو شریعت
اسلامی کا ناسخ ہو فہو المراد - اگر آپ کہیں کہ یہ کسطرح تو ہم کہتے ہیں کہ جسطرح عائشہ صدیقہ کے
عام الفاظ آپکے نزدیک مخصوص فی المعنی ہیں اسیطرح عائشہ صدیقہ نے لا تقولوا لا نبی بعدہٗ
کہکر لا نبی بعدی کے معنوں کو محدود کردیا ہے اور دلیل کے طور پر امام محمد طاہر نے عیسیٰ نبی اللہ کے
نزول کو انکے قول کی تائید میں پیش کیا ہے پہر یہ بہی لکہدیا کہ یہ قول صدیقہ حدیث نبوی کے خلاف
نہیں کیونکہ لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ آنحضرتؐ کا ہی یہ مقصود تہا کہ کوئی
ایسا نبی آپکے بعد نہیں ہوگا جو آپکی شریعت کو منسوخ کرے - پس - امام محمد طاہر کی اس بحث
نے تو قطعی فیصلہ کردیا کہ لا نبی بعدی کے معنی وہی ہیں جو احمدی بیان کرتے ہیں اور انکی تائید حدیث
نبوی اور قول عائشہ سے صاف ہو رہی ہے - اور باوجود اس بات کے بہی مولوی صاحب کا یہ
کہنا کہ غیر معصوم کے کلام سے حجت تمام نہیں ہوتی اسکے یہ معنی ہیں کہ ہم نہیں مانینگے ورنہ
مولوی صاحب بتائیں کہ احادیث نبویہ کی جو تشریح ہمنے ائمہ دین کے اقوال سے کی ہے کیوں صحیح
نہیں ہے کیا مولوی صاحب کے پاس بہی کوئی ایسے ائمہ کے اقوال ہیں جو ان احادیث کے معانی کو
کچھ اور بتاتے ہوں اگر نہیں تو پہر ہم انکے معنوں کو جو از روئے واقعات بہی صحیح ہیں کسطرح رد نہیں کرسکتے
پس خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جسطرح لیس نبی و بینہ نبی کے یہ معنی صحیح ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے
بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی ایسا نبی نہیں جو صاحب شریعت جدیدہ ہو یا امت
عیسیٰ سے ہو اسیطرح لا نبی بعدی کے معنی بہی یہ درست ہیں کہ آنحضرت کے بعد کوئی ایسا نبی
نہیں جو امت محمدیہ میں سے نہ ہو یا شریعت محمدیہ کا ناسخ ہو اسپر حدیث نبوی لو عاش ابراہیم لکان نبیا
اور قول عائشہ صدیقہ اور اقوال محدث ملا علی قاری اور محدث محمد طاہر سندہی اور حضرت مرزا